# پاکستان نیوز ہیڈ لائنز 12 اکتوبر 2018

-پی ٹی آئی حکومت کا آئی ایم ایف سے رجوع کرنے کا عندیہ: معاشی تباہی کا دروازہ مزید کھل جائے گا

-پی ٹی آئی اس بات کو یقینی بنا رہی ہے کہ گیس کی پیداوار دینے والی نجی کمپنیاں اربوں کا نفع کمائیں جبکہ عام آدمی کی کمر ٹوٹ جائے

-گلا سڑا ناکام سرمایہ دارانہ نظام پاکستان کی معیشت کو کبھی بھی مضبوط نہیں کر سکتا

تفصیلات:

## پی ٹی آئی حکومت کا آئی ایم ایف سے رجوع کرنے کا عندیہ: معاشی تباہی کا دروازہ مزید کھل جائے گا

7 اکتوبر 2018 کو وزیر اعظم عمران خان نے اس بات کا عندیہ دیا کہ آئی ایم ایف سے رجوع کیا جا رہا ہے تا کہ ملک جس نازک دور سے گزر رہا ہے اس میں "قرضوں کے خلا" کو پُر کیا جا سکے۔ اس بات کو سامنے رکھنے کے بعد کہ حکومت کی جانب سے دوست ممالک اور بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کی جانب سے متبادل مالیاتی وسائل فراہم ہونے کی امید دم توڑ چکی ہے اور ساتھ ہی ساتھ زر مبادلہ کے ذخائر بھی تیزی سے کم ہو رہے ہیں، یہ یقینی ہو چکا ہے کہ پی ٹی آئی حکومت دنیا کی "مالیاتی پولیس" آئی ایم ایف کے پاس جا رہی ہے۔ آئی ایم ایف کے پروگرام پر پورا اترنے کے لیے پی ٹی آئی حکومت نے پہلے سے ہی کرنسی کی قدر میں کمی، شرح سود میں اضافہ، بجلی و گیس کی قیمت میں اضافہ اور مالیاتی نظم وضبط (یعنی ٹیکسوں میں اضافہ اور ترقیاتی اخراجات میں کمی) جیسے نام نہاد اصلاحی اقدامات کرنے شروع کر دیے ہیں۔ ان کمر توڑ اقدامات کو پاکستان کے دورے پر آئے آئی ایم ایف کے وفد نے "ضرورت سے کم" قرار دیا اور کرنسی کی قدر میں مزید کمی، ٹیکسوں، شرح سود اور بجلی و گیس کی قیمتوں میں مزید اضافے پر زور دیا۔

پاکستان جیسے غریب ملک پر ان شرائط کے انتہائی تباہ کن نتائج نکلتے ہیں۔ کئی ترقی پزیر ممالک کا قرض اور غربت کا شکار ہونے کی ایک وجہ عالمی مالیاتی اداروں جیسا کہ آئی ایم ایف اور عالمی بینک، کی پالیسیاں ہیں۔ یہ صورتحال اس وقت ہے جبکہ آئی ایم ایف اور عالمی بینک یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ غربت کے خاتمے کے لیے کام کرتے ہیں۔ واشنگٹن میں بیٹھے ادارے جنہیں "واشنگٹن اتفاق" (Washington Consensus) کہا جاتا ہے اور جن کی سربراہی آئی ایم ایف کرتا ہے، نیو لبرل ازم کی آئیڈیالوجی کے پیروکار ہیں۔ یہ ادارے ان ترقی پزیر ممالک پر اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پالیسیز (ایس اے پیز) کو نافذ کرنے کے لیے دباؤ ڈالتے ہیں تا کہ قرضوں کی واپسی اور معیشت کے ڈھانچے میں تبدیلی کو یقینی بنایا جا سکے۔ لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے دوران ہوتا یہ ہے کہ قرض لینے والے ملک کو ترقیاتی کاموں پر اخراجات کم اور ٹیکسوں اور بجلی و گیس کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ پہلی ترجیح قرضوں کی واپسی اور دیگر معاشی پالیسیوں کا نفاذ ہوتا ہے۔ اس تمام عمل کے نتیجے میں آئی ایم ایف یہ مطالبہ کرتا ہے کہ قرض لینے والا ملک اپنے لوگوں کے معیار زندگی کو نیچے لائے۔ آئی ایم ایف کے اس نسخے، کہ زر تلافی (سبسیڈی) اور لوگوں کی بہبود پر کیے جانے والے اخراجات کو کم اور بل واستہ ٹیکسوں اور بجلی و گیس کی قیمت میں اضافہ کیا جائے، کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ قرض لینے والے ملک میں مہنگائی میں اضافہ ہو جاتا ہے جس سے معیشت کا کوئی بھی شعبہ محفوظ نہیں رہتا۔

کرنسی کی قدر میں کمی اور شرح سود میں اضافہ آئی ایم ایف کی اہم ترین پالیسیاں ہیں جس کی وجہ سے عموماً قرض لینے والے ملک میں معاشی کساد بازاری (تنزلی) کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ وقتی طور پر ادائیگیوں (بے لینس آف پیمنٹ) کے حوالے سے استحکام پیدا ہو سکتا ہے لیکن اس استحکام کی قیمت مقامی پیداواری صلاحیت میں کمی، بے روزگاری میں اضافہ اور کل ملکی پیداوار کی کمی کی صورت میں نکلتا ہے۔ کرنسی کی قدر میں کمی کروا کر آئی ایم ایف شرح تبادلہ کو اپنے فائدے میں رکھتا ہے، جس کے بعد غریب خطوں کے وسائل ان کے لیے مزید سستے ہو جاتے ہیں اور اس کا فائدہ مغرب کو ہوتا ہے جو ان وسائل کو استعمال کرتا ہے۔ اس طرح غریب اقوام غریب ہی رہتی ہیں یا مزید غریب ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ماضی میں آئی ایم ایف کے قرضوں کو مغربی سرمایہ دار اقوام کے سیاسی مفادات کے حصول کے لیے بھی استعمال کیا گیا ہے۔ جب آئی ایم ایف کی جانب سے پاکستان کو رقم دینے کی حتمی منظوری دی جا رہی ہو گی تو امریکہ لازمی یہ دیکھے گا کہ خطے میں اس کی خارجہ پالیسی کے اہداف کے حصول کو یقینی بنانے میں پاکستان کس قدر مددگار ثابت ہو گا۔

استعماری شکنجے سے نکلنے کے لیے مسلمانوں کو نبوت کے طریقے پر خلافت کا قیام عمل میں لانا چاہیے۔ صرف اس کے بعد ہی اسلام کے نفاذ کے ذریعے مسلمانوں کی صلاحیت وطاقت کو کمزور اقوام کو استعماری شکنجے سے نکالنے کے لیے استعمال کی جا سکے گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا، **يَاأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ** "مومنو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو جب کہ رسول اللہ تمہیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں جو تم کو زندگی (جاوداں) بخشتا ہے" (الانفال: 24)۔

## پی ٹی آئی اس بات کو یقینی بنا رہی ہے کہ گیس کی پیداوار دینے والی نجی کمپنیاں اربوں کا نفع کمائیں جبکہ عام آدمی کی کمر ٹوٹ جائے

6 اکتوبر 2018 کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار سی این جی (کمپریس قدرتی گیس) کی قیمت 100 روپے فی کلو سے تجاوز کر گئی۔ یہ اضافہ اس وجہ سے ہوا کہ حکومت نے اس کی قیمت میں 40 فیصد اضافہ کر دیا جو پہلے 700 روپے ایم ایم بی ٹی یو تھی اور اب بڑھ کر 980 روپے ایم ایم بی ٹی یو ہو گئی ہے۔ کراچی میں سی این جی پمپ اسٹیشن مالکان 103 سے 104 روپے فی کلو قیمت صارفین سے وصول کر رہے ہیں جبکہ صوبہ سندھ کے دیگر علاقوں میں 100 سے 101 روپے کلو پر بیچی جا رہی ہے جبکہ اس سے پہلے اس کی قیمت 81.70 روپے فی کلو تھی۔ دسمبر 2016 میں سی این جی 67.50 روپے فی کلو تھی لیکن پھر حکومت نے اسے ڈی ریگولیٹ کر دیا۔ ڈی ریگولیٹ کرنے کے صرف دس مہینوں کے اندر اس کی قیمت میں 54 فیصد اضافہ ہو گیا تھا۔

سی این جی قیمت میں اضافے سے مہنگائی میں عمومی اضافہ ہو گا، کیونکہ یہ ایندھن درمیانے درجے کے لوگ استعمال کرتے ہیں۔ بسوں پر سفر کرنے والے لوگوں کو اب اضافی قیمت ادا کرنے پڑے گی کیونکہ 70 فیصد سے زیادہ بسیں سی این جی پر چلتی ہیں۔ اس کے علاوہ پھلوں اور سبزیوں کی نقل و حمل میں استعمال ہونے والی گاڑیاں بھی سی این جی ہی استعمال کرتی ہیں۔ حکومت یہ کہہ رہی ہے کہ وہ نجی کمپنیوں سے مہنگے داموں گیس خرید کر اس پر زر تلافی دے کر سستے داموں بیچ رہی ہے جس سے خزانے پر بوجھ پڑھ رہا ہے۔ اس مسئلے کی بنیادی وجہ گیس کے پیداواری یونٹس کی نجکاری ہے۔ وزارت پیٹرولیم اور قدرتی وسائل کے 2015 کی پہلی سہ ماہی کے اعداد و شمار کے مطابق 50 فیصد گیس کی پیداوار نجی کمپنیوں کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔ 2018 کے مالیاتی سال میں گیس کی پیداوار دینے والی کمپنیوں نے ریکارڈ منافع کمایا۔ پاکستان پیٹرولیم لیمیٹڈ (پی پی ایل) کے نفع میں 32 فیصد کا اضافہ ہو کر 45.8 ارب روپے پر پہنچ گیا۔ او جی ڈی سی ایل کے نفع میں 23 فیصد کا اضافہ ہو کر 78 ارب روپے پر پہنچ گیا۔ مری گیس کمپنی کے نفع میں 68 فیصد کا اضافہ ہو کر 15 ارب روپے پر پہنچ گیا جس کے بعد اس کمپنی نے یہ اعلان کیا کہ 2018 اُس کے لیے پیداوار اور نفع کے لحاظ سے بہترین سال رہا۔ لہٰذا گیس کی پیداوار دینے والی نجی کمپنیوں کے نفع کو یقینی بنانے کے لیے حکومت عام آدمی کی کمر توڑ رہی ہے۔

پی ٹی آئی کی حکومت کوئی تبدیلی نہیں لا رہی کیونکہ وہ گیس کے شعبے میں ہونے والی نجکاری کو برقرار رکھ رہی ہے۔ صرف اسلام ہی حقیقی تبدیلی لا سکتا ہے کیونکہ اسلام نے توانائی کے وسائل کی نجکاری کو حرام قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، »ثَلَاثٌ لَا يُمْنَعْنَ: الْمَاءُ وَالْكَلَأُ وَالنَّارُ" تین چیزوں سے لوگوں کو منع نہیں کیا جاسکتا: پانی، چراگاہیں اور آگ" (ابن ماجہ نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی)۔ اس حدیث میں ایک 'وجہ' موجود ہے جس کے باعث انہیں عوامی اثاثہ قرار دیا گیا۔ لہٰذا وہ تمام اشیا عوامی اثاثوں میں شامل ہیں جن سے آگ پیدا ہوتی ہے چاہے وہ بجلی ہو، گیس ہو یا تیل۔ ان وسائل کی نجکاری اسلام میں حرام ہے اور ان کو نہ تو کوئی فرد اور نہ ہی ریاست اپنی ملکیت میں لے سکتی ہے۔ ریاست ان اثاثوں کے امور کو منظم کرتی ہے اور اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ ان سے حاصل ہونے فوائد کو تمام شہریوں تک پہنچائے چاہے وہ مسلمان ہو یا ذمی۔ اس کے علاوہ خلافت ان پر لگنے والے ٹیکسوں کا خاتمہ کر دے گی جس نے ان کی قیمت کو بہت بڑھا رکھا ہے۔ خلافت ان کی پیداواری اور تقسیم کاری کی لاگت وصول کرے گی اور ان کی غیر جارح غیر مسلم ریاستوں کو فروخت سے حاصل ہونے والی دولت کو عوام کی ضروریات پر خرچ کرے گی۔ لہٰذا اسلام کی توانائی کی پالیسی توانائی کی قیمت میں کمی کا باعث بنے گی اور اس کے نتیجے میں پاکستان میں زبردست صنعتی ترقی ہو گی۔

## گلا سڑا ناکام سرمایہ دارانہ نظام پاکستان کی معیشت کو کبھی بھی مضبوط نہیں کر سکتا

وزیر اعظم عمران خان نے 9 اکتوبر 2018 کو ملک میں سستے 50 لاکھ گھروں کی تعمیر کے میگا منصوبے کے افتتاح کے موقع پر قوم کو یقین دلایا کہ وہ پاکستان کو موجودہ معاشی بحران سے نکال لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ بحران عارضی ہے اور جلد ہی اچھے دن آئیں گے کیونکہ ملک میں صلاحیت اور بہت سے قیمتی وسائل ہیں جنہیں استعمال میں لانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ، "میں قوم کو ایک خاکہ دوں گا اور قوم کو ہر ہفتے اپنی حکومت کے معاشی منصوبوں سے آگاہ کروں گا"۔

پی ٹی آئی اقتدار میں یہ نعرہ لگاتی ہوئی آئی کہ وہ پاکستان کی معیشت کو بحال کر دے گی اور اسے قرضوں کے چنگل سے نکال لے گی۔ لیکن اپنے پہلے 100 دنوں میں، جسے ہنی مون کا عرصہ کہا جاتا ہے، پی ٹی آئی موجودہ حالات کو ہی سنبھال نہیں پا رہی بلکہ صورتحال بد سے بدتر ہو گئی ہے۔ عمران خان نے غیر ملکی قرضے لینے کے خلاف زبردست مہم چلائی تھی، خصوصاً آئی ایم ایف سے قرض لینے پر، اور حکومت میں آنے سے قبل یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ خودکشی کر لیں گے مگر آئی ایم ایف سے قرض نہیں لیں گے۔ لیکن بروز پیر، 8 اکتوبر 2018 کو، ان کے وزیر خزانہ اسد عمر نے بیل آوٹ پیکج لینے کے لیے آئی ایم ایف کے پاس جانے کا اعلان کیا۔ اسد عمر نے دعوی کیا کہ "موجودہ حکومت کے لئے چیلنج ہے کہ۔۔۔۔ اس بات کو یقینی بنائے کہ ہر چند سال کے بعد آئی ایم ایف کے پاس جانے کے سلسلے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے"۔ لیکن ماضی کی کئی حکومتوں نے آئی ایم ایف سے قرض لیتے ہوئے اس بات کا دعوی کیا تھا جس کا دعوی اب اسد عمر کر رہے ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی

حکومت اس دعوی کو عملی جامہ نہیں پہنا سکی۔ اس مقصد میں ناکامی کی وجہ واضح ہے۔ آئی ایم ایف پاکستان جیسے ملکوں کو معاونت اس لیے فراہم نہیں کرتی کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں بلکہ اس معاونت کے ذریعے وہ اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ معیشت کا غیر ملکی سہاروں پر انحصار مزید بڑھ جائے۔ آئی ایم ایف اپنے اس ہدف کو اس طرح سے حاصل کرتی ہے کہ وہ بجلی و گیس کی قیمت اور ٹیکس میں اضافے، روپے کی قدر میں کمی اور ترقیاتی منصوبوں پر کٹوتی کا مطالبہ کرتی ہے۔ "تبدیلی" کی حکومت نے تو آئی ایم ایف کے پاس جانے سے پہلے ہی آئی ایم ایف کی پالیسی کو نافذ کر دیا ہے۔ تو پھر ہم کس قسم کی معیشت کی بحالی کی امید رکھ سکتے ہیں جب یہ حکومت باقاعدہ طور پر آئی ایم ایف کے پروگرام کو اپنے سینے سے لگائے گی؟

"تبدیلی" کے دعوں کے باوجود پی ٹی آئی حکومت گلے سڑے ناکام سرمایہ دارانہ معاشی نظام کو مسترد کر کے اسلام کے معاشی نظام کو قبول نہیں کر رہی ہے۔ پاکستان کی معیشت کو پی ٹی آئی حکومت 100 دنوں میں تو کیا 100 مہینوں میں بھی اپنے پیروں پر کھڑا نہیں کر سکے گی۔ اسلام کا معاشی نظام بجلی و گیس کی مناسب قیمتوں پر دستیابی کو یقینی بناتا ہے کیونکہ اسلام میں یہ عوامی ملکیت ہوتی ہیں جن کے امور کو ریاست عوام کے وکیل کے طور پر سنبھالتی ہے۔ اسلام کا معاشی نظام تمام غیر شرعی ٹیکسوں، جیسا کہ جی ایس ٹی وغیرہ، کا خاتمہ کر دیتا ہے، اس طرح اشیا کی قیمتوں میں کمی آتی ہے اور لوگ انہیں باآسانی خریدنے کے قابل ہو جاتے ہیں اور یوں طلب میں اضافہ ہوتا ہے جو پیداوار بڑھانے پر مجبور کرتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام کاغذی کرنسی کو ختم کر کے اس کی جگہ ایسی کرنسی کو جاری کرتا ہے جس کی پشت پر سونا و چاندی موجود ہو اور اس طرح کرنسی کی قدر کے حوالے سے غیر یقینی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور ان تمام باتوں سے بڑھ کر اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آئی ایم ایف کے پروگرام لیے جائیں۔ حزب التحریر نے آنے والی نبوت کے طریقے پر خلافت کے مقدمہ دستور کی شق 191 میں یہ تبنی کیا ہے کہ، "ریاست کے لیے اُن تنظیموں میں شمولیت جائز نہیں جن کی بنیاد اسلام نہیں یا وہ غیر اسلامی احکامات کو نافذ کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر بین الاقوامی ادارے جیسا کہ اقوام متحدہ، عالمی عدالت انصاف، عالمی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) اور عالمی بینک"۔